محمد خالد مسعود

اسلام اور عصری مسائل

— خبروں کے آئینے میں —

"انشورنس کی حلّت یا حرمت کے بارے میں ابھی تک کوئی اجماع نہیں"۔

(شیخ نظام الیعقوبی ۔ رکن ہیئت رقابہ شرعیہ، اسلامی عربی بنک)

ریاض ۔ ۱۱ر ستمبر (المسلمون) شیخ نظام الیعقوبی نے جو اسلامی عربی بنک کی نگران شرعی کمیٹی کے رکن ہیں، انشورنس کے بارے میں ایک سوال کے جواب میں بتایا کہ اس وقت علمائے اُمت میں انشورنس کی مختلف اقسام کے جواز کے بارے میں اختلاف پایا جاتا ہے ۔ بنک کے ربا کی حرمت کے بارے میں اتفاق رائے اجماع کی حد تک پہنچ گیا ہے لیکن انشورنس کے بارے میں یہ صورت نہیں ہے ۔ بعض فقہی اداروں نے انشورنس سے متعلق فتوے جاری کیے ہیں ۔ بعض نے ان کی تمام شکلوں کو جائز کہا ہے ۔ بعض نے ہر شکل میں اسے حرام قرار دیا ہے ۔

جامعہ قطر میں فقہ کے استاد ڈاکٹر علی سالوس نے انشورنس کے اغراض و مقاصد پر روشنی ڈالتے ہوئے بتایا کہ اسلامی اقتصادیات کے اصولوں کے مطابق اسلامی معاشرے میں ہر فرد کی مکمل کفایت کی پوری پوری ضمانت ہے، اسی لیے فقہ اسلامی کی کتابوں میں انشورنس کے مسئلے کا ذکر نہیں ملتا ۔ فقہ کے مطابق سب سے پہلی ضمانت تو محنت کے اجر میں ہے یعنی ہر فرد کے کام اور محنت کا معاوضہ اتنا ہونا لازمی ہے جو اس کی کفایت کا ضامن ہو ۔ اس میں کمی کی صورت میں خاندان اور رشتے دار اس کی کفایت کے ضامن ہیں ۔ اس میں بھی کمی ہو تو زکوٰۃ سے پوری ہو سکتی ہے ۔ اگر یہ سارے ذرائع کفایت نہ کریں تو سرکاری خزانے سے اس

کی کفایت لازمی ہے۔

تاریخ فقہ اسلامی میں سب سے پہلے انشورنس کے بارے میں حنفی فقیہ ابن عابدین (م ۱۲۵۲ھ) نے بحث کی۔ اس وقت بحری تجارت میں انشورنس کا رواج چل نکلا تھا، ابن عابدین نے اسے حرام قرار دیا۔ اس کے بعد کے فقہا نے اس پر بحث کی جو ابھی تک جاری ہے، کسی نے اسے جائز کہا کسی نے حرام۔ ۱۳۹۶ھ میں بین الاقوامی اقتصادی کانفرنس میں جس میں دو سو سے زیادہ فقہ اور اقتصادیات کے ماہرین نے شرکت کی، لائف انشورنس (زندگی کے بیمے) کے حرام ہونے پر اتفاق کیا۔ امداد باہمی کی انشورنس کے علاوہ دیگر تمام شکلیں ناجائز قرار دی گئیں، کیونکہ ان میں ربا اور قمار (جوئے) سے نسبت پائی جاتی تھی۔

۱۳۹۸ھ میں مجمع فقہ اسلامی، مکہ مکرمہ نے فتویٰ جاری کیا جس میں ہر طرح کی انشورنس کو ناجائز قرار دیا گیا، البتہ اس فتوے میں یہ وضاحت کی گئی کہ امداد باہمی اور تعاون کی انشورنس جائز ہے کیونکہ یہ عقود تبرّع (بلا نفع) میں داخل ہے، اس میں ربا کا شبہ بھی موجود نہیں۔

کویت میں کلیہ شریعہ (لاکالج) کے سابق ڈین ڈاکٹر خالد مذکور نے اسلامی انشورنس کمپنیوں کے بارے میں اپنی رائے کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ یہ کمپنیاں ان اصولوں پر کام کرتی ہیں کہ ان کا کوئی معاملہ اسلامی عقیدے کے خلاف نہ ہو اور اس میں 'غرر فاحش' (دھوکہ یا دھوکے کا اندیشہ) نہ پایا جائے۔ زندگی کا بیمہ ان اصولوں پر پورا نہیں اُترتا کیونکہ زندگی کی ضمانت دینا اسلامی عقاید سے متصادم ہے۔

انشورنس کی قسطوں کے بارے میں بھی یہ شرط ہونی چاہیے کہ قسطوں یا رقوم کے بارے میں دونوں فریق واضح طور پر جانتے ہوں کہ ادائیگی اور وصولی کتنی، کب اور کیسے ہوگی؟ ایسے ہی نقصان کی قیمت کے بارے میں بھی فریقین کو صریح طور پر پتہ ہو۔ مثلاً اگر ماہرین کے اندازے کے مطابق نقصان کی قیمت ایک ہزار روپے ہے، تو انشورنس کی اقساط کی مجموعی ادائیگی اس سے زیادہ نہیں ہونی چاہیے۔ اسلامی انشورنس کمپنیوں میں ان اصولوں کی پابندی کی جاتی ہے۔

ان کے طریق کار کی وضاحت کرتے ہوئے محمد حسن تایہ ڈائریکٹر اسلامی انشورنس کمپنی نے کہا کہ یہ کمپنیاں تعاون اور امداد باہمی کے اصولوں پر کام کرتی ہیں۔ اس میں دونوں فریقوں کا

مقصد تبرع ہے منافع نہیں ۔ سال کے آخر میں جمع شدہ قسطوں کا حساب لگایا جاتا ہے اور اخراجات منہا کر کے زائد رقم بیمہ کرانے والے گاہکوں میں تقسیم کر دی جاتی ہے ۔ اخراجات سے مراد نقصانات کے معاوضے کی ادائیگی اور کمپنی کے انتظامی مصارف ہیں۔ ان معاملات میں منافع کا ہدف دونوں جانب سے نہیں ہوتا ۔

اسلامی انشورنس کمپنیوں کو بھی اپنی انشورنس کی ضرورت پڑتی ہے ۔ اکثر جمع شدہ اقساط اتنی نہیں ہوتیں کہ نقصان پورا کر سکیں۔ نقصان اندازے سے کہیں زیادہ ہو سکتا ہے ۔ مثلاً بیمے کی اقساط کا کل مجموعہ ایک لاکھ روپے بنتا ہے اور نقصانات کی ادائیگی دس لاکھ روپے بنتی ہے ، اس لیے ضروری ہے کہ کمپنی اپنی انشورنس بھی کرائے تاکہ ایسے نقصانات کی ادائیگی کر سکے ۔ اس صورت میں اس کا واسطہ بین الاقوامی انشورنس کمپنیوں سے پڑتا ہے ۔ ان میں اس وقت کوئی بھی اسلامی کمپنی موجود نہیں ۔ اسلامی انشورنس کمپنی کی شرعی کمیٹی نے ان کے ساتھ معاملے کی اجازت ضرورت کے اصول کے تحت دی ہے ورنہ اسلامی انشورنس کمپنیاں دیوالیہ ہو کر ختم ہو جائیں گی ۔

عوض حاج ڈپٹی ڈائریکٹر اسلامی انشورنس کمپنی نے اس بات پہ زور دیا کہ یہ شکل عارضی ہے ۔ اسلامی انشورنس کمپنیاں ابھی تازہ تازہ میدان میں آئی ہیں ۔ لیکن مستقبل میں انشاء اللہ جب ان کی تعداد بڑھ جائے گی تو یہ باہم انشورنس کر سکیں گی ۔ اس وقت سعودی عرب میں پانچ کمپنیاں ایسی وجود میں آچکی ہیں ۔ یہ بہت بڑی کمپنیاں ہیں اور بین الاقوامی سطح پر دوسری کمپنیوں سے مقابلے کی حیثیت کی حامل ہیں ۔

ایک سوال کے جواب میں محمد نایر نے تسلیم کیا کہ اسلامی انشورنس کمپنیوں کے ہاں شکایات اور مقدمات کی تعداد زیادہ ہے ۔ اُنھوں نے اس کی وجہ بتاتے ہوئے کہا کہ بیمے کی قسط محض اندازاً مقرر کی جاتی ہے ۔ دوسری کمپنیوں کے مقابلے میں اسلامی کمپنیوں کی اقساط کم ہوتی ہیں ، لیکن ہمارے ہاں نقصانات کا پورا پورا معاوضہ صحیح حسابات کے بعد دیا جاتا ہے اور کبھی کبھی نقصانات معاہدے سے باہر ہوتے ہیں ، اس لیے شکایات پیدا ہوتی ہیں ۔ بعض اوقات یہ شکایات گاہکوں کی لاعلمی کی وجہ سے ہوتی ہیں اور بعض اوقات اس کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ کمپنی

کوشش کرتی ہے کہ گاہک کو ایسے حادثات میں کم سے کم نقصان برداشت کرنا پڑے جن کے اخراجات معاہدے کے دائرۂ کار میں نہیں آتے ۔ اس کی وجہ سے نقصانات کی قیمت بعض اوقات دوسری کمپنیوں کے مقابلے میں بہت زیادہ بن جاتی ہے ۔ دوسری کمپنیاں تو منافع کے اصول پر کام کرتی ہیں اور وہ ایسے بنکوں کے ذریعے بھی کاروبار کرتی ہیں جو اس منافع میں شریک ہوتے ہیں اس لیے ان کے اخراجات کم ہوتے ہیں ۔ ہم نفع اندوزی کے خلاف ہیں اور ہمارا ہدف مال حلال ہے ، اس لیے ہمارے ہاں نقصان کے اندازے کی قیمت زیادہ بنتی ہے ، اور ہم فی الواقع نقصان سے زیادہ ادا نہیں کرتے اس لیے گاہکوں کے ساتھ مقدمات کی نوبت آتی رہتی ہے ۔

جامعہ ملک عبدالعزیز جدہ کے ڈاکٹر محمد علی القری کی تحقیق کے مطابق بیمے کا تصور نیا نہیں ، قبل از اسلام عرب اس سے آگاہ تھے ۔ اس وقت "عاقلہ" کا تصور موجود تھا ، جسے اسلام نے برقرار رکھا ۔ عاقلہ کے تصور میں ایک خاندان ، شہر ، بازار یا قبیلے کے لوگ باہم ایک دوسرے کے ضامن ہوتے تھے ۔ دیت کی ادائیگی اس نظام کے تحت ہوتی تھی ۔ اسلامی اقتصادیات میں عاقلہ کا تصور تعاون اور امداد باہمی کے اصولوں پر موجود ہے اور مفاد عامہ کی بنیاد پر مروّج رہا ۔

انشورنس کی بحث پچھلے بیس سالوں سے پھر شروع ہوئی ہے ۔ موجودہ انشورنس کو علماء جوئے سے مشابہ قرار دیتے ہیں ۔ دراصل فقہ اسلامی میں عقود و معاہدات دو طرح کے ہیں ، معاوضے والے معاہدات اور بغیر معاوضے اور منافع کے معاہدات ۔ "غرر" (نقصان کا اندیشہ ۔ دھوکہ) معاہدے کو فاسد کر دیتا ہے ۔ لیکن غرر کا تعلق معاوضے یا نفع والے معاہدات سے ہے ۔ دوسرے معاہدات میں "غرر" کا اصول لاگو نہیں ہوتا ۔ چنانچہ انشورنس کے معاہدے کو اگر بلا منافع تعاون کے اصول پر قائم کیا جائے تو "غرر" کی موجودگی کے باوجود یہ ناجائز نہیں ہوگا ۔

کیا خوشبو لگا کر گھر سے باہر نکلنے والی عورت پر زنا کی حد جاری کی جا سکتی ہے ؟

ریاض (المسلمون) ۱۱ ستمبر ۔ جدہ میں بعض لوگوں نے یہ خیال ظاہر کیا ہے کہ جو عورت خوشبو لگا کر گھر سے باہر نکلتی ہے وہ زنا کی مرتکب ہوتی ہے ۔ جامعہ الامام محمد بن سعود الاسلامیہ